



سوال

(12) ذاتی خرچے سے مسجد بنانا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید نے اپنی گرہ سے مسجد کے لئے ایک پلاٹ گورنمنٹ سے خریدا۔ اپنی گرہ سے مسجد تعمیر کی۔ کسی سے ایک پستہ تک نہ لیا۔ خود اس کی دیکھ بھال کرتا رہا اور اس مسجد کا متولی بنا رہا مسجد کے اخراجات اپنی گرہ سے ادا کرتا رہا۔ زید کی وفات کے بعد اس کی اولاد دیکھ بھال کرتی رہی۔ اولاد نے بھی اس مسجد کے لئے کسی سے چندہ نہ لیا۔ بعض افراد نے اس مسجد کی ایک انجمن رجسٹرڈ کرائی۔ جس نے متولیان کی بے خبری میں مسجد پر قبضہ کر لیا۔ شریعت اس بارے میں کیا فیصلہ صادر فرماتی ہے انجمن کا یہ فعل درست ہے یا غلط ہے؟ نیز پلاٹ مسجد کے لئے خریدا گیا تھا وہ وقف نہیں ہے اور نہ ہی مسجد کو وقف کیا گیا ہے۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

زید نے اپنی گرہ سے مسجد کے لئے ایک پلاٹ گورنمنٹ سے خریدا۔ اپنی گرہ سے مسجد تعمیر کی۔ کسی سے ایک پستہ تک نہ لیا۔ خود اس کی دیکھ بھال کرتا رہا اور اس مسجد کا متولی بنا رہا مسجد کے اخراجات اپنی گرہ سے ادا کرتا رہا۔ زید کی وفات کے بعد اس کی اولاد دیکھ بھال کرتی رہی۔ اولاد نے بھی اس مسجد کے لئے کسی سے چندہ نہ لیا۔ بعض افراد نے اس مسجد کی ایک انجمن رجسٹرڈ کرائی۔ جس نے متولیان کی بے خبری میں مسجد پر قبضہ کر لیا۔ شریعت اس بارے میں کیا فیصلہ صادر فرماتی ہے انجمن کا یہ فعل درست ہے یا غلط ہے؟ نیز پلاٹ مسجد کے لئے خریدا گیا تھا وہ وقف نہیں ہے اور نہ ہی مسجد کو وقف کیا گیا ہے۔

جواب۔ بہ نیت مسجد جو زمین خریدی گئی ہو اور بالفعل وہاں مسجد بھی تعمیر کر دی گئی ہو۔ نیز مدت مدید سے وہاں نمازیں بھی پڑھی جا رہی ہوں یہ سب احوال اور قرآن و شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ قطعاً اراضی وقف ہے بالقول وقف کی صراحت نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں اسے وقف ہی سمجھا جائے گا۔ بعض صحیح روایات میں وارد ہے۔ ہجرت کے بعد جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نزول فرمایا تو آپ نے یہاں مسجد کی بنیاد کے عزم کا اظہار کیا۔ اس سلسلہ میں بنی النجار کو بلا بھیجا تاکہ مخصوص ٹکڑا مسجد تعمیر کرنے کی خاطر خریدا جاسکے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودا کرنا چاہا تو انہوں نے کہا: "لا نطلب ثمنہ الا الی اللہ" یعنی ہم تو اس کی قیمت کے صرف اللہ عزوجل سے متمنی ہیں۔ اسی بات کو وقف کے حکم میں سمجھ کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باین الفاظ تبویب قائم کی ہے۔ "باب وقف الارض للمسجد" یعنی زمین کا مسجد کے لئے وقف کرنا۔ (1) (بخاری: 1/389) حتیٰ کہ جو لوگ وقف العقاد کے قائل نہیں وہ بھی اس مسئلے میں متفق ہیں۔

اور جہاں تک تولیت کا تعلق ہے شریعت نے اس کو بھی قابل اعتبار سمجھا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ المرام باب الوقف)



لہذا متولی وقف شدہ شی کی اصلاح اور نجبانی کا زمرہ دار ہے چاہے وہ مسجد ہو یا کوئی اور چیز بلا وجہ اس کے اختیارات کو سلب یا معطل کر دینا درست بات نہیں ہاں اگر وہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کا مرتکب ہے تو بطریق احسن اس کا محاسبہ ضروری ہے۔ متولی سے صرف نظر کر کے علیحدہ انجمن قائم کر لینا پھر مسجد پر قبضہ مستحسن فعل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ "الخلافت شر" یعنی اختلاف بری شے ہے۔ (2) بلکہ جذبہ انجمن و مودت کے تحت مسجد کے معاملات کو چلانے کے لئے باہمی مل کر متفقہ انجمن (3) تشکیل دینی چاہیے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۚ ... سورة المائدة ۲

1- صحیح البخاری کتاب الوصایا باب وقف الارض للمسجد (۲۷۷۴)

2- صحیح اللبانی صحیح ابی داؤد کتاب المناسک باب الصلاة بمعنی (1960)

3- تنظیم سازی کی یہ "مغربی بدعت" جب سے ہمارے اسلامی ملکوں میں آئی ہے اس نے ہر چیز کا ستیاناس کر دیا ہے۔ سیاسی پارٹیاں بھی اس بدعت کا نتیجہ ہیں جنہوں نے ملک کا بیڑا غرق کیا۔ مذہبی جماعتوں کے اندر بھی اسی نے دھڑے بند یوں کو فروغ کر دیا۔ اور مسجدوں مدرسوں اور دینی اداروں کے اندر بھی باہمی محاذ آرائی کا باعث بالعموم یہی تنظیم سازی کا رجحان ہے اس لئے اس "بدعت" سے جتنا بچا جاسکے بچنے کا اہتمام اور شخص واحد کے ذریعے سے جب تک صحیح طریقے سے کام چل رہا ہو اس کو تبدیل کرنے سے گریز ہی کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت مفتی صاحب دام ظلہ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (صلاح الدین بوسف)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ شناسیہ مدنیہ

ج 1 ص 194

محدث فتویٰ